مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

"تربیت و صحبت کی برکت"

سنئے دنیا وہ بری ہے جو دل میں گھر کر چکی ہو۔ اور اگر قلب سے باہر جیب میں ہو صندوق میں ہو تو کیا برا ہے؟ بلکہ اچھی چیز ہے کہ قوام زندگی اسی سے متعلق ہے اور آدمی اسکو آخرت کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔

یہ بات بہت مشکل ہے کہ روپیہ جیب میں یا صندوق میں ہو اور دل میں نہ ہو۔ یہ صحابہ ہی کا مقام تھا اور انہی کی یہ شان تھی کہ فتوحات پر فتوحات ہوتی چلی جاتی تھیں مگر ان کی توجہ ایک ساعت کے لئے بھی خدا کی طرف سے کہیں نہیں بلکہ وہ دین میں بڑھتے ہی رہے اور یہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت کی برکت تھی۔ صحابہ نے آپ کی برکت سے ایمان اور قرب کی دولت پائی تھی اور دنیا و آخرت کو پہچان لیا تھا۔

(حضرت مصلح الامۃ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہٗ)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۱)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

(۱) ترجمہ اذکار نماز اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔'' **بسم اللہ** ''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔''

(۲) نماز کی سنتیں (۱۱) ''ثنا یعنی **سبحانك اللهم** (آخر تک) پڑھنا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۱۱) عار دلانا یعنی کسی کو اس کے کسی گناہ یا خطا کو یاد دلا کر شرمندہ کرنا حالانکہ وہ اس سے توبہ کر چکا ہے۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۱) توبہ کا ارادہ کمزور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بالکل توفیق ہی نہیں ہوتی اور اسی حالت میں موت آ جاتی ہے۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۱) طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے۔

ماھنامہ

دعوۃ الحق

جلد (۱)

صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

شمارہ (۱۱)

مارچ ۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع و ناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب و رسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

اداریہ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیا

از حضرت مفسر قرآن شیخ الاسلام
مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرھم

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتآئ ذی القربیٰ وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر وشر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کردیا ہے۔ گویا کوئی عقیدہ، خلق، نیت، عمل، معاملہ اچھا یا برا ایسا نہیں جو امراً و نہیاً اس کے تحت میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ ہوتی تو تنہا یہ ہی آیت "**تبیانا لکل شی ء**" کا ثبوت دینے کے لئے کافی تھی، اسی لئے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز نے خطبۂ جمعہ کے آخر میں اسکو درج کر کے امت کیلئے اسوۂ حسنہ قائم کردیا۔ اس آیت کی جامعیت سمجھانے کے لئے تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے، تاہم تھوڑا سا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ آیت میں تین چیزوں کا امر فرمایا ہے۔ (۱) عدل، (۲) احسان، (۳) ایتاء ذی القربیٰ ''عدل'' کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق معاملات، جذبات، اعتدال وانصاف کے ترازو میں تلے ہوں، افراط وتفریط سے کوئی پلہ جھکنے یا اٹھنے نہ پائے۔ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کرے تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس کا ظاہر وباطن یکساں ہو جو بات اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ ''احسان'' کے معنی یہ ہیں کہ انسان بذات خود نیکی اور بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے۔ مقامِ عدل وانصاف سے ذرا اور بلند ہو کر فضل وعفو اور تلطف وترحم کی خو اختیار کرے۔ فرض ادا کرنے کے بعد تطوع وتبرّع کی طرف قدم بڑھائے انصاف کے ساتھ مروت کو جمع کرے۔ اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی کرے گا خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ادھر سے بھلائی کا جواب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا۔
"**الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**" (صحیح بخاری)
"**ھل جزآء الاحسان الا الاحسان**" (رحمٰن رکوع: ۳) یہ دونوں خصلتیں (یعنی عدل واحسان یا بالفاظ دیگر انصاف ومروت) تو اپنے نفس اور ہر ایک خویش وبیگانہ اور دوست ودشمن سے

متعلق تھیں۔ لیکن اقارب کا حق اجانب سے کچھ زائد ہے۔ جو تعلقات قرابت قدرت نے باہم رکھ دیئے ہیں انہیں نظر انداز نہ کیا جائے۔ بلکہ اقارب کی ہمدردی اور انکے ساتھ مروت واحسان اجانب سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہئے۔ صلہ رحم ایک مستقل نیکی ہے جو اقارب وذوی الارحام کیلئے درجہ بدرجہ استعمال ہونی چاہئے۔ گویا ''احسان'' کے بعد ذوی القربیٰ کا بالتخصیص ذکر کرکے متنبہ فرمادیا کہ عدل وانصاف تو سب کے لئے یکساں ہے لیکن مروت واحسان کے وقت بعض مواقع بعض سے زیادہ رعایت واہتمام کے قابل ہیں۔ فرق مراتب کو فراموش کرنا ایک طرح قدرت کے قائم کیئے ہوئے قوانین کو بھلا دینا ہے۔ اب ان تینوں لفظوں کی ہمہ گیری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سمجھدار آدمی فیصلہ کرسکتا ہے کہ وہ کونسی فطری خوبی بھلائی اور نیکی دنیا میں ایسی رہ گئی ہے جو ان تینوں فطری اصولوں کے احاطہ سے باہر ہو۔

منع بھی تین چیزوں سے کیا۔ فحشاء، منکر، بغی۔ کیونکہ انسان میں تین قوتیں ہیں۔ جن کے لئے موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (۱) قوت بہیمیہ شہوانیہ، (۲) قوت وہمیہ شیطانیہ، (۳) قوت غضبیہ سبعیہ۔ غالباً ''فحشاء'' سے وہ بیحیائی کی باتیں مراد ہیں جن کا منشاء شہوت وبہیمیت کی افراط ہو ''منکر'' معروف کی ضد ہے۔ یعنی نامعقول کام جن پر فطرت سلیمہ اور عقل صحیح انکار کرے۔ گویا قوت وہمیہ شیطانیہ کے غلبہ سے قوت عقلیہ ملکیہ دب جائے۔ تیسری چیز ''بغی'' ہے یعنی سرکشی کرکے حد سے نکل جانا۔ ظلم وتعدی پر کمر بستہ ہوکر درندوں کی طرح کھانے پھاڑنے کو دوڑنا، اور دوسروں کے جان ومال یا آبرو وغیرہ لینے کے واسطے ناحق دست درازی کرنا۔ اس قسم کی تمام حرکات قوتِ سبعیہ غضبیہ کے بیجا استعمال سے پیدا ہوتی ہیں الحاصل آیت میں تنبیہ فرمادی کہ انسان جب تک ان تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور قوت عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے، مہذب اور پاک نہیں ہوسکتا۔

اکثم بن صفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سے کہا ''میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور کمینہ اخلاق واعمال سے روکتے ہیں۔ تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔ **فکونوا فی هذا الامر رء وسا ولا تکونوا فیه اذناباً** (یعنی تم اس سلسلہ میں سر بنو، دم نہ بنو۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سن کر میرے دل مین ایمان راسخ ہوا اور محمد ﷺ کی محبت جاگزیں ہوئی۔

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

(قسط دوم)

مقام صحابہؓ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما o

''خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا۔''

لیغیظ بھم الکفار، یعنی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ان صفاتِ کمال کے ساتھ مزیّن فرمایا اور ان کو ضعف کے بعد قوت، قلت کے بعد کثرت بخشی، یہ سب کام اس لئے ہوا تا کہ ان کو دیکھ کر کافروں کو غیظ ہو۔ اور وہ حسد کی آگ میں جلیں۔ حضرت ابوعروہ زبیریؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امام مالک کی مجلس میں حاضر تھے ایک شخص نے بعض صحابۂ کرام کی تنقیص کے کچھ کلمات کہے تو امام مالکؒ یہ آیت پوری تلاوت کر کے جب **لیغیظ بھم الکفار** پر پہنچے تو فرمایا کہ جس شخص کے دل میں صحابۂ کرام میں سے کسی کے ساتھ غیظ ہو تو اس آیت کی وعید اس کو ملے گی۔ حضرت امام مالکؒ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہو جاوے گا مگر یہ فرمایا کہ یہ وعید اس کو بھی پہنچے گی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں جیسا کام کرنے والا ہو جائے گا۔

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحت منھم مغفرۃ واجراً عظیما، **منھم** کا **من** اس جگہ باتفاق مفسّرین بیانیہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ جو ایمان اور عمل صالح کے جامع ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سب صحابۂ کرام ایمان اور عمل صالح کے جامع ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان سب سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

ان سب کے متعلق اوپر کی آیات میں حق تعالیٰ نے اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان فرمادیا ہے **لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ**، اور رضائے الٰہی کا یہ اعلان اس کی ضمانت ہے کہ یہ سب مرتے دم تک ایمان و عمل صالح پر قایم رہیں گے کیونکہ اللہ تو علیم وخبیر ہے اگر کسی کے متعلق اس کو یہ معلوم ہو کہ یہ کسی وقت ایمان سے پھر جانیوالا ہے تو اس سے اپنی رضا کا اعلان نہیں فرماسکتے۔ ابن عبدالبر نے مقدمہ استیعاب میں اسی آیت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ **ومن رضی اللہ عنه لم یسخط علیه ابداً** یعنی اللہ جس سے راضی ہو جائے پھر اس پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت کی بناء پر ارشاد فرمایا کہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی آگ میں نہ جائے گا تو یہ وعدہ اصالۃً انہی کے لئے کہا گیا ہے ان میں سے بعض کا مستثنیٰ ہونا قطعاً باطل ہے اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے کہ صحابۂ کرام سب کے سب عادل وثقہ ہیں۔

قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں اس کی تصریحات ہیں جنمیں چند آیات تو اسی صورت میں آچکی ہیں **لقد رضی اللہ عن المؤمنین** اور **الزمھم کلمة التقویٰ وکانوااحق بها واھلها**، ان کے علاوہ اور بہت سی آیات میں یہ مضمون مذکور ہے **یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معه. والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنه واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھار** اور سورۂ حدید میں حق تعالیٰ نے صحابۂ کرام کے بارے میں فرمایا ہے **وکلا وعد اللہ الحسنی** یعنی ان سب سے اللہ نے حسنی کا وعدہ کیا ہے پھر سورۂ انبیاء میں حسنی کے متعلق فرمایا **ومن سبقت لھم منا الحسنی اولئك عنھا مبعدون** یعنی جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے حسنی کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے وہ جہنم کی آگ سے دور رکھے جائیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ (بخاری)

"یعنی تمام زمانوں میں میرا زمانہ بہتر ہے اس کے بعد اس زمانے کے لوگ بہتر ہیں جو میرے زمانے کے متصل ہیں پھر وہ جوان کے متصل ہیں۔

اورایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میرے صحابہ کو برانہ کہو کیونکہ (ان کی قوتِ ایمان کی وجہ ان کا حال یہ ہے کہ) اگر تم میں سے کوئی شخص اللہ کی راہ میں احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو وہ ان کے خرچ کئے ہوئے کے ایک مد کی برابر بھی نہیں ہوسکتا اور نہ نصف مد کی برابر۔ مد عرب کا ایک پیمانہ ہے جو تقریباً ہمارے آدھے سیر کے برابر ہوتا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو سارے جہان میں سے پسند فرمایا ہے پھر میرے صحابہ میں میرے لئے چار کو پسند فرمایا ہے۔ ابوبکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم ۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ومن اٰذی اللہ فیوشك ان یاخذہ (رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن المغفل از جمع الفوائد)

اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملے میں میرے بعد ان کو طعن تشنیع کا نشانہ مت بناؤ کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی اور جو اللہ کو ایذاء پہنچانے کا قصد کرے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا۔

آیات واحادیث اس کے متعلق بہت ہیں جن کو احقر نے اپنی کتاب **مقام صحابہ** میں جمع کردیا ہے یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ تمام صحابۂ کرام کے عدل وثقہ ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے اور صحابۂ کرام کے مابین جو اختلافات جنگ وقتال تک پہنچے اس کے متعلق بحث وتمحیص اور تنقید وتحقیق یا سکوت کا مسئلہ بھی اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ لکھدیا گیا ہے۔

اور یہ مضمون بھی تفسیر قرطبیؒ سے اسی رسالہ میں نقل کیا ہے۔ ''یہ جائز نہیں ہے کہ کسی بھی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے اسلئے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز

عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا، اور سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی، یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے باہمی اختلافات سے کفِ لسان کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہترین طریقے پر کریں کیونکہ صحابیت بڑی حرمیت کی چیز ہے اور نبی ﷺ نے ان کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی کہ اللہ نے انہیں معاف کرر کھا ہے اور ان سے راضی ہے۔'' اس کے علاوہ متعدد سندوں سے یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت طلحہؓ کے بارے میں فرمایا۔

ان طلحة شهيد يمشي على وجه الارض، یعنی طلحہؓ روئے زمین پر چلنے والے شہید ہیں۔

اب اگر حضرت علیؓ کے خلاف حضرت طلحہؓ کا جنگ کے لئے نکلنا کھلا گناہ اور عصیان تھا تو اس جنگ میں مقتول ہو کر وہ ہرگز شہادت کا رتبہ حاصل نہ کرتے، اسی طرح حضرت طلحہؓ کا یہ عمل تاویل کی غلطی اور ادائے واجب میں کوتاہی قرار دیا جاسکتا تو بھی آپ کو شہادت کا مقام حاصل نہ ہوتا، کیونکہ شہادت تو صرف اسوقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی شخص اطاعت ربانی میں قتل ہوا ہو۔ لہٰذا ان حضرات کے معاملہ کو اسی عقیدہ پر محمول کرنا ضروری ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔

اس بات کی دوسری دلیل وہ صحیح اور معروف ومشہور احادیث ہیں جو خود حضرت علیؓ سے مروی ہیں اور جن میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''زبیر کا قاتل جہنم میں ہے۔''

نیز حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''صفیہؓ کے بیٹے کے قاتل کو جہنم کی خبر دیدو۔'' جب یہ بات ہے تو ثابت ہو گیا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اس لڑائی کی وجہ سے عاصی اور گنہگار نہیں ہوئے، اگر ایسا نہ ہوتا تو حضورؐ حضرت طلحہؓ کو شہید نہ فرماتے اور حضرت زبیرؓ کے قاتل کے بارے میں جہنم کی پیشین گوئی نہ کرتے۔ نیز ان کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے جن کے جنتی ہونے کی شہادت تقریباً متواتر ہے۔

اسی طرح جو حضرات صحابہؓ ان جنگوں میں کنارہ کش رہے، انھیں بھی تاویل میں خطا کار نہیں کہا جاسکتا، بلکہ ان کا طرزِ عمل بھی اس لحاظ سے درست تھا کہ اللہ نے ان کو اجتہاد میں اسی رائے پر قائم رکھا جب یہ بات ہے تو اس وجہ سے ان حضرات پر لعن طعن کرنا ان سے براءت کا اظہار کرنا اور انھیں فاسق قرار دینا، ان کے فضائل ومجاہدات اور ان عظیم دینی مقامات کو کالعدم کر دینا کسی طرح

درست نہیں۔ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ اس خون کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو صحابہ کرامؓ کے باہمی مشاجرات میں بہایا گیا تو انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھ دی کہ **تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون**، یہ ایک امت تھی جو گزر گئی، اس کے اعمال اس کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

کسی اور بزرگ سے یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا، ''ایسے خون ہیں کہ اللہ نے میرے ہاتھوں کو اس میں (رنگنے سے) بچایا، اب میں اپنی زبان کو ان سے آلودہ نہیں کروں گا۔'' مطلب یہی تھا کہ میں کسی ایک فریق کو کسی ایک معاملے میں یقینی طور پر خطا کار ٹھہرانے کی غلطی میں مبتلا نہیں ہونا چاہتا۔

علامہ ابن فورکؒ فرماتے ہیں:۔ ''ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان جو مشاجرات ہوئے ان کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے درمیان پیش آنے والے واقعات کی، وہ حضرات آپس کے ان اختلافات کے باوجود ولایت اور نبوت کی حدود سے خارج نہیں ہوئے بالکل یہی معاملہ صحابہؓ کے درمیان پیش آنیوالے واقعات کا بھی ہے۔''

اور حضرت محاسبیؒ فرماتے ہیں کہ،

''جہانتک اس خون ریزی کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں ہمارا کچھ کہنا مشکل ہے، کیونکہ اس میں خود صحابہؓ کے درمیان اختلاف تھا۔'' اور خود حسن بصریؒ سے صحابہؓ کے باہمی قتال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا،

''ایسی لڑائی تھی جس میں صحابہؓ موجود تھے اور ہم غائب، وہ پورے حالات کو جانتے تھے اور ہم نہیں جانتے'' جس معاملہ پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے ہم اس میں ان کی پیروی کرتے ہیں، اور جس معاملہ میں ان کے درمیان اختلاف ہے اس میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔''

حضرت محاسبی فرماتے ہیں کہ ہم بھی وہی بات کہتے ہیں جو حسن بصریؒ نے فرمائی، ہم جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے جن چیزوں میں دخل دیا ان سے وہ ہم سے کہیں بہتر طریقے پر واقف تھے۔

لہٰذا ہمارا کام یہی ہے کہ جس پر وہ سب حضرات متفق ہوں اس کی پیروی کریں، اور جس میں ان کا اختلاف ہو اس میں خاموشی اختیار کریں اور اپنی طرف سے کوئی نئی رائے پیدا نہ کریں ہمیں یقین ہے کہ ان سب نے اجتہاد سے کام لیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہی تھی اس لئے کہ دین کے معاملہ میں وہ سب حضرات شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔ (معارف القرآن جلد:۸)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا ماہانہ **اجتماع عصر تا فجر** بتاریخ ۲۵/ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ بمطابق 26-03-2006 بروز اتوار بمقام **جامع مسجد** پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔

جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ✿ ایک سنت بتانا ✿ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح
✿ آداب گشت ✿ بعدہٗ گشت ✿ تعلیم تسہیل قصد السبیل
✿ چائے ✿ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ✿ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ)
✿ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ✿ بعدہٗ دعا
✿ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ✿ سونے کی سنتیں ✿ نماز کی عملی مشق
✿ مراقبۂ موت ✿ دعا ✿ بعدہٗ قیام شب
✿ نماز تہجد (انفرادی) ✿ معمولات (انفرادی) ✿ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسبِ موقع شرکت اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

درسِ حدیث

(قسط دوم)

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

ذکر اللہ کے عظیم فوائد

عن ابی ہریرۃ ؓ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الّا ذکر اللّٰہ وما والاہ وعالماً ومتعلّما۔ رواہ الترمذی وابن ماجۃ والبیھقی

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

ذکر اللہ کے بقیہ فوائد (۲۶) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرلے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے (۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونے والا بھی خود بھی بد بخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی (۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رکھتا ہے اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے (۲۹) ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان حشر میں بلبلا رہا ہوگا یہ عرش کے سایہ میں ہوگا (۳۰) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے۔ جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں۔ حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعا مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا۔ (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضا کو حرکت دینے سے سہل ہے۔

(۳۲) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں (۳۳) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص **لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر** سو مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں اس سے معاف کردی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضلِ اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بہت سی ان میں سے اس رسالہ میں مذکور ہیں۔

(۳۴) دوامِ ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا اس لئے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے خود اپنے نفس کو بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ **ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسھم انفسھم اولئك ھم الفا سقون**o (سورہ حشر رکوع:۳) (تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پروا کردیا یعنی ان کی عقل ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا) اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کی مصالح سے غافل ہوجاتا ہے اور یہ سبب ہلاکت کا بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی ہو یا باغ ہو اور اس کو بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا۔ اور اس سے امن جب ہی مل سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تروتازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہوجائے جیسا کہ پیاس کی شدت کے وقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور سخت گرمی اور سخت سردی کے وقت مکان اور لباس بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے اس لئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح کی اور دل کی ہلاکت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے (۳۵) ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے بستر پر بھی اور بازار میں بھی، صحت میں بھی اور بیماری میں بھی نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہر وقت ترقی سبب بنتی ہو حتی کے جس کا دل نورِ ذکر سے منور ہوجاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۳۶) ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پُلصراط پر آگے آگے چلتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے: **اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنالہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا** (سورہ انعام رکوع: ۱۵) (ایسا شخص جو پہلے سے مردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی مسلمان بنا دیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے کیا ایسا شخص بدحالی میں اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہو کہ ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا) پس اول شخص مؤمن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی معرفت اور اس کے ذکر سے منوّر ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جزو میں نور کو طلب فرماتے تھے چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں۔ جن میں حضور اقدس ﷺ نے اس کی دعاء فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کے گوشت میں ہڈیوں میں پٹھوں میں بال میں کھال میں کان میں آنکھ میں اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے نور ہی نور کردے حتٰی کہ یہ بھی دعا کی کہ خود مجھی کو سرتاپا نور بنادے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے اسی نور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے حتٰی کہ بعض لوگوں کے نیک عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ ان پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور ان کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا (۳۷) ذکر تصوف کا اصل ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے۔ جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے اس کے لئے اللہ جل شانہٗ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے۔

(۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پُر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر

سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے (۳۹) ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دور کرتا ہے پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہموم، غموم، تفکرات، پریشانیاں ہوتی ہیں ان کو دور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں ان کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے (۴۰) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکنّا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے (۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں صوفیہ کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اتنے ہی زیادہ پھل اس پر آئیں گے (۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتّٰی کہ اس کے ساتھ معیّت نصیب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا** (اللہ جل شانہٗ متقیوں کے ساتھ ہے) اور حدیث میں وارد ہے **انا مع عبدی ماذکرنی** (میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے) ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں، میں ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں ان کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں کہ ان کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کردوں۔ نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہٗ کی معیّت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیّت ہے جس کے برابر کوئی دوسری معیّت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے (اللھم الرزقنی منہ شیئا) (۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے مالیوں کے خرچ کرنے کے برابر ہے اللہ کے راستے میں جہاد کے برابر ہے بہت سی روایات میں اس قسم کے مضامین گذر چکے ہیں اور آئندہ

بھی آنے والے ہیں (۴۴) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہ، سے عرض کیا آپؐ نے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں مجھے طریقہ بتادیجئے کہ میں آپ کا بہت شکرادا کروں۔اللہ جل جلالہ، نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کروگے اتناہی شکرادا ہوگا۔دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو اللہ جل جلالہ، نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تروتازہ رہے (۴۵) اللہ کے نزدیک پرہیزگارلوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہوں اس لئے کہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے اور ذکر کا منتہا اللہ کی معیّت ہے (۴۶) دل میں ایک خاص قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی (۴۷) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے (۴۸) ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کے ساتھ دشمنی کی جڑ ہے (۴۹) اللہ کے ذکر کے برابر کوئی چیز نعمتوں کو کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے والی نہیں ہے (۵۰) ذکر کرنے والے پر اللہ کی صلوٰۃ (رحمت) اور فرشتوں کی صلوٰۃ (دعا) ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

(فضائلِ اعمال حصہ اول)

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے جب چکی بار بار پیسنے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں میں تکلیف کی شکایت حضور پاک ﷺ کی خدمت میں جاکر کی اور ایک نوکر مانگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں نوکر سے بہتر ایک چیز بتاتا ہوں وہ یہ کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ (۳۳) الحمد للہ پڑھ لو۔

ابن سیرین نے فرمایا کہ سبحان اللہ کا عدد چونتیس (۳۴) ہے۔

(بخاری شریف جلد ثانی: ۹۳۵)

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

انوارِ سنت

چند سنتیں

نکاح کی سنتیں (۱) مسنون نکاح وہ ہے جو سادہ ہو جس میں ہنگامہ یا زیادہ تکلفات اور جہیز وغیرہ کے سامان کا جھگڑا نہ ہو۔ (۲) نکاح کے لئے نیک اور صالح فرد کو تلاش کرنا اور منگنی یا پیغام بھیجنا مسنون ہے۔ (۳) جمعہ کے دن مسجد میں اور شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا پسندیدہ اور مسنون ہے۔ (۴) نکاح کا مشہور کرنا اور نکاح کے بعد چھوارے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا سنت ہے۔ (۵) حسبِ استطاعت مہر مقرر کرنا سنت ہے۔ (۶) شادی کی پہلی رات جب بیوی سے تنہائی ہو تو بیوی کی پیشانی کے اوپر کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔ **اللّٰھم انی اسئلك خیرھا وخیر ما فیھا واعوذبك من شرھا وشر ما فیھا۔** (۷) جب بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھ لے ورنہ شیطان کا نطفہ بھی مرد کے نطفہ کے ساتھ اندر چلا جاتا ہے اور اولاد کی خصلتوں میں مبتلا ہوگی۔ دعا یہ ہے: **بسم اللّٰہ اللّٰھم جنبنا الشیطٰن وجنب الشیطٰن ما رزقتنا۔** میں اللہ کا نام لیکر یہ کام کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس کو بھی شیطان سے دور رکھ اس دعا کو پڑھ لینے سے جو اولاد ہوگی اس کو شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

ولیمہ (۸) شب عروسی گذارنے کے بعد، اپنے عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں اور مساکین کو ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔ ولیمہ کے لئے ضروری نہیں ہے کہ بڑے پیمانے پر کھانا تیار کر کے کھلائے۔ تھوڑا کھانا حسبِ استطاعت تیار کر کے دوستوں عزیزوں وغیرہ کو تھوڑا تھوڑا کھلانا بھی ادائیگی سنت کے لئے کافی ہے۔ بہت ہی برا ولیمہ وہ ہے کہ مالدار و دنیادار لوگوں کو تو بلایا جائے مگر غریب، مسکین محتاج وغیرہ اور دیندار لوگوں کو دھتکار دیا جائے۔ ایسے بُرے ولیمہ سے بچنا چاہئے ولیمہ میں ادائیگیٔ سنت کی نیت رکھو۔ دیندار غریب اور محتاج لوگوں کو بلاؤ۔ اور امیروں میں سے بھی جس کو دل چاہے بلاؤ مگر غریبوں کو دھکے نہ دو۔ جو ولیمہ ناموری اور دکھاوے کے لئے یا لوگوں کی تعریف کے لئے کیا جائے اس کا کچھ ثواب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا اندیشہ ہے۔

(۹) مردوں کے لئے ساڑھے چار ماشہ وزن سے کم کی چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے اور سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے بالکل حرام ہے۔ عورتوں کو مہندی استعمال کرنا سنت ہے۔

موت اور اس کے بعد کی سنتیں (۱) جب یہ معلوم ہونے لگے کہ موت کا وقت قریب ہے۔ تو اس وقت جو لوگ موجود ہوں اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیں۔ (۲) جب موت قریب معلوم ہو تو یہ دعا پڑھے۔: **اللّٰهم اغفرلي وارحمني والحقني بالرفيق الاعلٰى** ۔ اے اللہ! مجھ کو بخشدے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔ (۳) جب روح نکلنے کے آثار محسوس ہوں تو یہ دعا پڑھے۔ **اللّٰهم اعني على غمرات الموت وسكرات الموت.** اے اللہ! موت کی سختیوں کے موقع پر میری مدد فرما۔ جب موت واقع ہو جائے تو اہلِ تعلق یہ دعا پڑھیں: (۴) **انا لله وانا اليه راجعون ۔اللّٰهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها.** بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدل عنایت فرما۔ (۵) روح نکل جانے کے بعد میت کی آنکھیں بند کرے۔ (۶) جو شخص میت کو تخت پر رکھنے کے لئے اٹھائے یا جنازہ اٹھائے تو بسم اللہ کہے۔ (۷) میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنا سنت ہے۔ (۸) جب میت کو قبر میں رکھے تو یہ دعا پڑھے۔ **بسم اللّٰه وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم.** (۹) میت کو قبر میں داہنی کروٹ پر اس طرح لٹانا چاہئے کہ پورا سینہ کعبہ کی طرف ہو اور پشت کو قبر کی دیوار سے لگا دے۔ آج کل لوگ صرف منہ کعبہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ یہ بالکل خلاف سنت ہے۔ (۱۰) میت کے رشتہ داروں کو کھانا دینا مسنون ہے۔ اس کھانے کو تمام برادری یا رشتہ داروں کا کھانا جائز نہیں۔ میت والوں کے کھانے میں جو شریک ہیں ان کے لئے یہ کھانا جائز ہے۔ ناموری اور دکھلاوے کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ جو موجود ہو دے دیا جائے۔ (۱۱) قبر کو نہ بہت اونچی کریں نہ پختہ بنائیں۔ (۱۲) قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے۔ (۱۳) جب میت کے دفن سے حضور ﷺ فارغ ہوتے تو خود بھی اور دوسروں کے لئے فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔ اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اللہ اسے منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے۔ (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

سچے مسلمان کی شان

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ کا ایک جامع ملفوظ

ارشاد فرمایاکہ کیوں صاحب اگر امام صاحب نماز کے وقت اپنے حجرے سے محراب مسجد کی طرف اپنے کپڑے اتارے ہوئے آویں تو آپ آنے دیں گے؟ یہ سمجھیں گے کہ عقل میں فتور آگیا۔ حالانکہ امام صاحب کہہ رہے ہیں بھائی ہم کو نماز پڑھانے دو۔ مجھے نماز کے مسائل اور سورتیں یاد ہیں میرا باطن بالکل ٹھیک ہے۔ صرف ظاہر کی خرابی سے آپ لوگ کیوں گھبرا گئے آپ ان کی ایک بات نہ سنیں گے اور سیدھے مسجد سے نکال کر دماغ کے ڈاکٹر یا پاگل خانے لیجائیں گے۔

کیوں بھائی ظاہر کی خرابی سے آپ کو باطن کی خرابی پر یقین آگیا اور دین کے معاملہ میں ہماری ظاہری وضع قطع۔ ظاہری صورت حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے خلاف ہو تو یہاں ہماری باطنی خرابی اور ایمان کی خرابی پر یقین کیوں نہیں ہوتا اور اس کی اصلاح کی فکر کیوں نہیں ہوتی ایسے شخص کو دین کے ڈاکٹروں یعنی اولیاء ومشائخ کرام کے پاس کیوں نہیں لیجاتے۔ رسول اکرم ﷺ نے مونچھوں کو کٹانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا اور آپ نے بقدر ایک مشت (ایک مٹھی) داڑھی طول اور عرض میں رکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس مقدار کی روایت کو غنیۃ الطالبین میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔ مگر امام صاحب کے لباس اتارنے سے تو ہم ان کی عقل میں خرابی سمجھ لیں اور داڑھی منڈانے اور کترانے سے آج ایمان کی خرابی اور کمزوری کیوں سمجھ میں نہیں آتی۔

پولیس افسر وردی کے بغیر ڈیوٹی دے تو وہ معطل ہوجائے گا۔ اگر تیس سال ڈیوٹی پولیس افسر نے نہایت عمدگی سے دی اور مستحق انعام وترقی ہوگیا لیکن ایک دن دیکھا گیا کہ وہ سرخ ٹوپی لگائے ہوئے سرکاری وردی کو اتار کر پھر رہا ہے۔ حکومت کیا کرے گی۔ باغیوں کی ٹوپی پہن لینے

ہی سے اس کو باغی قرار دے کر اس پر مقدمہ چلائے گی اور اسے معطل کرے گی۔ انعام تو در کنار سزا ملے گی آج امت مسلمہ نے اپنی سرکاری وردی جو بارگاہ رسالت ﷺ سے عطا ہوئی تھی اس کو اتارا اور صرف اتارا ہی نہیں بلکہ مبغوض اور گمراہ قوموں کی (یہودی نصاریٰ کی) وردی کو اپنا لیا اور اب تک انگریزی بال کی نسبت انگریز کی طرف ہے۔ اب امت مسلمہ اپنی وردی کو ترک کر کے ڈیوٹی دے گی تو کیا انجام ہوگا۔ معطل ہوگی یا نہیں غضب اور عذاب کا خطرہ ہے یا نصرت اور رحمت کی مستحق ہوگی پھر شکوہ یہ کہ آج مسلمان ہر طرف شکست کھا رہے ہیں۔ بیت المقدس چھن گیا اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہیں کر رہے ہیں۔ ہر طرف پٹ رہے ہیں۔

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

اب اسلامی وردی کیا ہے سنئے۔

۱۔ ٹخنہ نہ ڈھانکئے ایسا کرنا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کو نگاہ رحمت سے نہ دیکھیں گے اور شبِ براءت میں مغفرت کی جو بشارت ہے اس مبارک رات میں بھی اس کی مغفرت نہ ہوگی۔

۲۔ گھٹنے ڈھانکے رہو ایسا نیکر یا لباس کہ جس سے گھٹنے کھل جائیں جائز نہیں حرام ہے۔

۳۔ سر کے بالوں کو یا برابر ہر طرف سے چھوٹے چھوٹے کرا دیجئے یا پٹہ رکھ لیجئے یا منڈا دیجئے۔ ہپیوں کی طرح بالوں کو بالکل آزاد بھی نہ چھوڑ یئے۔

۴۔ داڑھی ایک مشت کی مقدار ہر طرف طول و عرض میں رکھئے اس سے بڑھ جائے تو بے شک کترانا جائز ہے مگر یہ مٹھی ہر شخص کی اپنی مراد ہے حجام کی مراد نہیں۔ دیکھئے بے داڑھی والے کو امام بنانا بھی جائز نہیں اسی طرح اس کو مؤذن بنانا بھی جائز نہیں۔

۵۔ مرد عورت کی مشابہت کا لباس یا طرز اختیار نہ کرے اور عورت مرد کی وضع قطع اور لباس اختیار نہ کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اگر پوسٹ مین پولیس کی وردی پہن لے اور پولیس مین پوسٹ مین کی تو دونوں کو معطل کر دیا جائے گا۔

۶۔ عورتیں اس قدر موٹا دوپٹہ استعمال کریں جس سے بالوں کی سیاہی نظر نہ آئے ورنہ نماز بھی نہ ہوگی اور جتنے لوگ نامحرم اس کے بالوں کو دیکھیں گے سب کو جتنا گناہ ہوگا اتنا اکٹھا کر کے اس پر لاد دیا جائے گا عورتوں کے ناخن پالش لگانے سے وضو صحیح نہ ہوگا اور پھر نماز بھی نہ ہوگی۔

اتباع غیر مسلم سے تو اب بیزار ہو — آشنائے یار ہو بیگانۂ اغیار ہو

سکھ داڑھی رکھ کر ان کے بھنگی بھی ہمارے صالحین کی نقل سے سردار کہلاتے ہیں اور ہم وضع صلحا کی چھوڑ کر سرِ دار ہو رہے ہیں۔ داڑھی منڈانا یا کتروانا دراصل یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کی داڑھی کی وضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہروں کو بڑھیا سمجھا۔ ایمان کی خیر منایئے اور بدون اس کے بھی ایمان ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اسی ڈاکٹر اسپشلسٹ کی طرح جس کی مثال دے چکا ہوں کہ آپ کے پاس جب لایا گیا تو چارپائی پر۔ معلوم ہوا کہ فالج گر گیا ہے مریض نے حال بتایا تو معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر بہرا بھی ہے۔ حال پرچہ پر لکھ کر دیا تو معلوم ہوا کہ آنکھوں میں پانی بھی اُتر آیا بینائی بھی جاتی رہی تو آپ ایسے ڈاکٹر کو اسی وقت نامنظور کر کے واپس کر دیں گے۔ میرے دوستو کیا ایسا گھٹیا اسلام اور ایمان خدائے تعالیٰ کے پاس لے جانے کی آرزو کرتے ہو۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو اور غور سے سوچو کہ ہم تو غلام ہو کر ایسی خراب چیز رد کر دیں اور ہم خدائے تعالیٰ کو گھٹیا تحفہ پیش کرنے کیلئے تیار ہیں اور دنیا میں نہایت چست ہیں۔ آپ کی ہر چیز بڑھیا ہونی چاہئے مکان بڑھیا ہو سواری بڑھیا ہو۔ پھل اور غذائیں بڑھیا ہوں ان کا ظاہر بھی اچھا ہو باطن بھی اچھا ہو آہ حضرت **خواجہ صاحب**ؒ نے ہمارا نقشہ کس طرح کھینچا ہے ۔

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے — دین میں کیوں پھر تو اتنا سُست ہے

کرتا ہے دنیا میں جو کر دین کے بھی باب میں — اختیار اسباب کر اس عالم اسباب میں

تشریح از مرتب عفی عنہ: بعض حضرات کہتے ہیں کہ خدا غفور ورحیم ہے سبحان اللہ ان کی اس شان سے آپ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ حق تعالیٰ کو خوب ناراض کریں اور بھائی خدا رزاق بھی تو ہے یہاں توکل کہاں گیا۔ یہاں تو روزی کے لئے رات دن خون پسینہ ایک کیا جا رہا ہے حضرت خواجہ صاحبؒ اسی کو فرماتے ہیں۔

گرتا ہے تو دنیا پہ تو پروانہ وار — گو تجھے جلنا پڑے انجام کار
اسپہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار — کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

حدیث پاک میں ہے کہ **کل امتی معافا الا المجاھرون**

ترجمہ:۔ میرا ہرامتی قابل عفوو معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو اعلانیہ دکھلا کر گناہ کرتے ہیں۔ بھائیو داڑھی منڈوانا اعلانیہ گناہ ہے اور حضرت اقدس ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ فرمایا کہ بعض گناہ تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اتنی دیر کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے اور داڑھی منڈانے والا تو ہر وقت مجرم ہے سو رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جارہا ہے۔ ۲۴ گھنٹے گنہگار ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر گناہ سے ہماری اور امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

سب گناہ چھوڑنے کا علاج کثرت سے موت کو یاد کرنا اور مخلوق میں بڑا بننے کا شوق دل سے نکالنا اور یہ سوچنا کہ میری نافرمانی کی وضع قطع کی تعریف کرنے والے یا اس سے خوش ہونے والے یا اس کی دل میں عزت کرنے والے قبر میں اور میدان محشر میں کچھ کام نہ آسکیں گے اور دنیا میں بھی یہ لوگ کچھ نہیں دیتے صرف یہ وہمی اور خیالی خوشی ہے جو نہ دنیا میں مفید ہے نہ آخرت میں اور بھائی جس درخت سے پتے گرنے لگیں تو درخت کے ڈاکٹر سے مشورہ کرکے اس میں کھاد پانی ڈالتے ہیں۔ پس جس کے چہروں سے محمدی باغ کے سرکاری سبزہ میں کمی آرہی ہو اور اس سرکاری درخت کے پتے جھڑ رہے ہوں فوراً دین کے ڈاکٹروں یعنی اللہ والوں سے رجوع کیا جاوے وہ اس کی دوا اور غذا تجویز کردیں گے اور دعا بھی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ کے چہرہ پر کچھ اور ہی رونق اور باغ محمدی سبزے نظر آئیں گے۔

حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور نے ایک صاحب سے ترغیباً فرمایا کہ دو بھائی حقیقی سامنے لاؤ ایک کے چہرہ پر داڑھی ہو اور دوسرے کی منڈی ہوئی ہو پھر دیکھو کہ کون خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ (مجالسِ ابرار)

علم نافع

حضرت عارف باللہ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرّہٗ

فرمایا کہ میں نے اپنا طریقہ بدل دیا ہے اور چونکہ تجربہ کے بعد ایک نیا علم مجھ کو حاصل ہوا اس لئے چاہتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس سے ناواقف نہ رہیں۔ وہ یہ کہ میں نے یہاں کے رہنے والوں کے سامنے ایک مدت تک قرآن اور آیات کی تفسیر سنائی۔ ایسی ایسی آیتیں کہ اثر کرنے کیلئے ایک دو آیت بھی کافی ووافی تھی مگر دیکھا کہ ان پڑھنے پڑھانے والوں پر اس کا کما حقہ اثر نہیں ہوا۔

اسی طرح سے حدیث شریف کا سبق شروع کرایا اور شراح حدیث نے اس کی کیسی کیسی شرح فرمائی ہے اس کو بھی سنایا لیکن میں اپنے مقصد میں خاطر خواہ کامیاب نہیں ہوا کیونکہ دیکھا کہ ان لوگوں نے اس کا بھی کوئی اثر نہیں لیا۔

پھر میں نے غور کیا کہ آخر کیا بات ہے کہ مجھ پر تو قرآن وحدیث کا بہت اثر ہوتا ہے اور اتنا وقت جو اس کے درس میں گذرتا ہے اس کو عمدہ ترین وقت اور زندگی کا ذریعہ اور حاصل سمجھتا ہوں پھر ان لوگوں پر کیوں اثر نہیں ہوتا۔ تو بات سمجھ میں آئی کہ اصل میں یہ لوگ غافل ہیں۔ غفلت ان کے قلب میں موجود ہے۔ تم جو علوم بیان کرتے ہو ذوق اور حال کے درجہ میں ان کو نہیں پہونچتیں بلکہ صرف علم کے درجہ میں ہو کر رہ جاتی ہیں اور ظاہر ہے جب قلب میں غفلت بھری ہو تو پھر قرآن وحدیث کا کیا اس پر اثر ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ دوسرے ہی لوگ ہیں اور قرآن وحدیث سے جن کو نفع ہوتا ہے وہ کچھ دوسرے ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں لہٰذا ان کے مناسب جو چیز ہے اس کو استعمال کروگے تب نفع ہوگا چنانچہ ان کو ذکر میں لگاؤ کیونکہ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ جب کسی زنگ آلود چیز کو صاف کرنا ہو تو صابن

استعمال کرنے سے پہلے ریت سے اس کو مانجھنا چاہئے تب صابن کا بھی فائدہ مرتب ہوگا ورنہ بدون اس کے ابتداءً ہی صابن لگائیے گا تو برتن بھی صاف نہ ہوگا اور صابن بھی برباد جائے گا۔ چنانچہ صاحب ترصیع الجواہر المکیہ فرماتے ہیں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے جان لو کہ سب طاعات سے بڑھ کر طاعت قلب کی جلا اور تنویر کے حق میں نیز اس کے اوصاف رویہ کو حمیدہ سے بدلنے کے باب میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بلاشبہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔ چنانچہ علماء طریق نے فرمایا ہے کہ قلب کو جلا کرنے میں ذکر کا وہ درجہ ہے جو تانبا کے صاف کرنے میں ریت کا درجہ ہے اور تنویر قلب کے بارے میں بقیہ طاعات کی وہ حیثیت ہے جیسی کہ اسی تانبے کی صفائی میں صابن کی۔

چنانچہ اس کے پیش نظر ذکر پر لگایا تو دیکھا کہ نفع ہوا اور اپنی اس تبدیلی اور ترمیم میں معین ایک عالم کا وہ واقعہ بھی ہوا جس کو صاحب مرقات نے شرح مشکوٰۃ میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ افضل الذکر **لا الٰہ الا اللّٰہ** اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ افضل الذکر ہے اور یہی وہ قاعدہ ہے جس پر ارکان دین کی بناء قائم ہے اور یہی کلمۂ علیا ہے اور یہی وہ قطب ہے جس پر اسلام کی چکی گھومتی ہے اور یہی وہ شعبہ ہے جو کہ اسلام کے تمام شعبوں سے اعلیٰ ہے۔

اور علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ بلکہ یہی کل ہے اور اس کے سوا کچھ ہے ہی نہیں یہ شرح کر کے اس کے آگے لکھتے ہیں:۔ اور اس بات کو تمہارے لئے یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ سید علی ابن میمون مغربی نے جب شیخ علوان حموی میں تصرف فرمایا جو کہ مفتی اور مدرس تھے تو ان کو افتاء اور تدریس سب کاموں سے منع فرمادیا اور ان کو ذکر اللہ میں مشغول کرایا۔ پس جہلاء نے سید علی بن میمون کے بارے میں زبان طعن دراز کیا اور کہنے لگے کہ انہوں نے تو شیخ الاسلام کو گمراہ کردیا اور مخلوق کے نفع سے ان کو روک دیا۔ پھر سید علی کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ شیخ علوان حموی کبھی کبھی تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں تو اس سے بھی منع فرمادیا۔ اب لوگ کہنے لگے کہ یہ تو زندیق ہو گئے کہ تلاوتِ قرآن سے بھی منع کرتے ہیں جو کہ قطب ایمان اور غوث ایقان ہے لیکن مرید نے بلا خوف لومۃ لائم اپنے

شیخ کی اطاعت کی یہاں تک کہ انہیں مزید علم حاصل ہوا اوران کے قلب کا آئینہ روشن ہوگیا اوراپنے رب کا مشاہدہ حاصل ہوگیا توان کوقرأت قرآن کی اجازت فرمادی۔ چنانچہ جب انہوں نے قرآن پاک کھولا تو فتوحات ازلیہ وابدیہ کے ابواب حاصل ہوئے اور ظاہری وباطنی عوارف کے خزانے ظاہر ہوئے۔تب سید علی بن میمون نے ان سے فرمایا کہ میں تم کوقرآن پاک کی تلاوت سے نہیں منع کرتا تھا بلکہ زبان کے لقلقے سے منع کرتا تھا اوراس کے بارے میں جو وعیدیں آئی ہیں ان سے غافل رہنے سے منع کرتا تھا۔

دیکھئے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ قلب میں جب غفلت رہتی ہے تو وہ طریقہ ہی سے زائل ہوتی ہے اور بدون طریقہ سے زائل کئے ہوئے وہ از خود زائل نہیں ہوتی بلکہ بعض حالات میں تو قرآن وحدیث کی تلاوت اور مزاولت بھی اس کیلئے کافی نہیں ہوتی۔ چنانچہ شیخ علوان حموی اسی مرتبہ میں تھے۔عالم تھے، مفتی تھے، مدرس تھے مگر کشود کارنہ ہوتا تھا۔ بالآخر ایک صاحبِ باطن بزرگ نے توجہ فرمائی اوران کو ذکر پر لگایا تب ان کے قلب سے غفلت دور ہوئی اسی لئے ہر زمانہ میں علماء مشائخ کرام کے محتاج ہوئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ راستہ بدون اہل اللہ کی مصاحبت کے طے نہیں ہوتا۔آپ خود دیکھئے آپ کے قریبی ہی زمانہ میں کیسے کیسے چوٹی کے علماء ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ، حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ اور ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ کیسے زبردست اہل اللہ ہوئے مگر کوئی بات تو تھی جوان سب حضرات نے حضرت حاجی صاحبؒ کے تعلق کو ضروری جانا۔ یہ حضرات جانتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب کے پاس کوئی دولت ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے اسی کے لئے گئے اوروہ وہی چیز تھی جس کے لئے شیخ علوان سید علی بن میمون مغربی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔غرضکہ یہ سلسلہ یونہی چلا آرہا ہے کہ علماء ظاہر کواپنے علم کوکارآمد بنانے کے لئے علماء باطن کے پاس جانا پڑا ہے اوران حضرات نے اسی ذکر کے ذریعہ ان کے قلوب کوذاکر بنادیا اوراس غفلت کونکال پھینکا۔معلوم ہوا کہ غفلت دور کرنے کے لئے بجز ذکر کے اور کوئی دوسری شے نہیں ہے اس پر سب مشائخ کا اتفاق ہے۔(معرفتِ حق)

متقی کا گناہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

خود اس آیت سے بھی میری اس تقریر کا ثبوت ملتا ہے کہ مجاہدہ سے مادہ کا قطع نہیں ہو جاتا کیونکہ آیت میں صاف موجود ہے کہ تقویٰ کے بعد بھی مس شیطان ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں **ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف** یعنی متقیوں پر بھی یہ مس واقع ہوتا ہے کہ مگر فرق ہوتا ہے۔ اس مس میں اور اس مس میں جو غیر متقین پر واقع ہوتا ہے۔ غیر متقین اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور متقین پر یہ اثر ہوتا ہے کہ **تذکروا فاذا ھم مبصرون** یعنی وہ فوراً چونک اٹھتے ہیں اور صاحب بصیرت ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے! کتنا بڑا فرق ہے۔ ڈاکو ایک اناڑی اور غافل پر چھاپہ مارتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب مال واسباب لوٹ کر لے جاتے ہیں بلکہ اس کو بھی مار کر ڈال دیتے ہیں یا باندھ کر لے جاتے ہیں اور کبھی ایک کارکردہ اور تجربہ کار اور ہوشیار پر چھاپہ مارتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے غل تو مچ جاتا ہے اور تماشائیوں کا مجمع ہو جاتا ہے لیکن اس کی ذات کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا بلکہ یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ ہوشیار ہو کر پھر سے چوکی کو اور درست کر لیتا ہے بلکہ کبھی ڈاکوؤں کو بھی باندھ لیتا ہے چھاپہ مارنا دونوں جگہ ہوا مگر اثر میں فرق ہے۔ اسی طرح فرق ہے متقین پر مس شیطان کے اثر میں اور غیر متقین پر اثر میں اور اس آیت میں تو مس شیطان کو مجملاً ہی بیان فرمایا ہے اور اس کے کسی خاص اثر کو بیان نہیں کیا کہ اس مس سے کچھ اثر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ بس اتنا فرمایا ہے کہ مس شیطان متقین کو بھی ہوتا ہے مگر ایک دوسری جگہ اس اثر کے بعض افراد کی تعیین بھی فرما دی ہے چنانچہ ارشاد ہے **اذا ما غضبوا ھم یغفرون** یہ آیت بھی متقین کی شان میں ہے ترجمہ یہ ہے کہ جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں یہاں مس شیطان کا ایک اثر غضب مذکور ہے کہ جب ان کو غصہ آتا ہے جو شیطان کا اثر ہے تو وہ شیطان کے کہنے پر عمل کر کے مقتضائے غضب پر عمل نہیں کرتے بلکہ معاف

کر دیتے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ متقین کو غصہ بھی آجایا کرتا ہے کیونکہ **اذا** اور ان میں فرق ہے۔ **اذا**۔ یقینیات پر آتا ہے اور ان محتملات پر اور یہاں لفظ **اذا** لایا گیا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ متقین کو بھی غصہ آنا غالب ہے مگر اثر اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ مغلوب نہیں ہوتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں غصہ مس شیطان کا ایک فرد ہے اس آیت میں اس کی تصریح ہوگئی۔ دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کا بالکل جاتا رہنا مطلوب ومحمود نہیں بلکہ متقین کی شان یہ ہے کہ ان میں غصہ بھی ہوتا ہے مگر اس کے متقضا پر عمل نہیں ہوتا وہ بات صحیح ہوئی کہ مادہ کا بالکل ازالہ مطلوب نہیں ہاں اس کو مغلوب کر لینا چاہئے۔ اور اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ مثلاً اگر غصہ بالکل جاتا رہے تو ہزاروں خرابیاں پیدا ہو جاویں آدمی دیوث ہو جاوے کہ اپنی عورت کے پاس دوسرے مرد کو دیکھ کر بھی اس کو غیظ نہ پیدا ہو۔ یہ غصہ ہی ہے کہ آدمی ایسے موقع پر جان دے دیتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے کہ میں ایسا بہادر ہوں اسی طرح اور بہت سی خرابیاں ہیں جو غصہ نہ رہنے کی صورت میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ حق تعالیٰ کی تعلیم عجیب ہے اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ فطرت اس کے موافق ہو جاوے تو سلیم ہی فرماتے ہیں **والکاظمین الغیظ** یہ بھی متقین کی شان ہے معنی یہ ہیں کہ وہ غصہ کو دبا لیتے ہیں الفاقدین الغیظ نہیں فرمایا جس کے معنی یہ ہوئے کہ ان میں غصہ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ غصہ انسان میں ہونا چاہئے ہاں! اس کے ساتھ **کظم** کی قوت بھی ہونی چاہئے کہ اس پر غالب رہے۔ مثال اس کی موٹر کی سی ہے کہ اس کے اسٹیم کا ٹھنڈا ہونا مطلوب نہیں اسٹیم تو پوری قوت کا ہونا چاہئے ہاں اس کو اعتدال کے ساتھ چلانے کی ترکیب بھی ہونی چاہئے اگر ٹھنڈا ہو جاوے تو بیکار ہے۔ دوسری مثال پہلوان کی ہے۔ کہ اس کے ظلم وزیادتی کم کرنے کی تدبیر یہ نہیں ہے کہ اس کی طاقت بالکل سلب کر لی جاوے۔ بلکہ تدبیر یہی ہے کہ اس کے افعال میں اعتدال پیدا کر دیا جاوے۔ جوش ہو اور قوت کو اعتدال کے ساتھ خرچ کیا جاوے۔ غرض ہر چیز اپنے مصرف میں صرف ہو تو محمود اور مفید ہے پس اپنے محل میں غصہ بھی اچھا اور بخل بھی اچھا۔ غرض یہ غلطی ہے کہ مجاہدہ کا اثر یہ سمجھا جائے کہ معصیت کا مادہ ہی سلب ہو جائے۔ (مفاسدِ گناہ)



سیرت خاصان حق

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ

خیر التابعین

بیہقیؒ اور ابو نعیمؒ وغیرہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یاتی علیك اویس كان به مرض فبرء منه الاموضع درهم له والدة هو بها برّلوا قسم علی الله لا برة فان استطعت ان یسغفرلك فافعل"

"یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر یمن کی طرف سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اویس ہوگا، اس کے جسم پر برص (پھلبہری) کے داغ تھے مگر اب مٹ چکے ہیں فقط ایک داغ درہم کے برابر ہوگا اس کی ماں بھی ہے جس کا وہ بے حد خدمت گزار ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اے عمر اگر تمہیں موقع ملے کہ اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت چاہو تو ضرور ایسا کرنا"

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی خواجہ اویس قرنیؒ کی نسبت بشارت دی۔ بعض دوسری روایات میں حضورؐ سے یہ الفاظ بھی منسوب کئے گئے ہیں کہ اویس تابعین میں سب سے بہتر شخص ہوگا گویا خیر التابعین ہوگا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ مجھے یمن کی طرف سے بوئے محبت آتی ہے۔ مولانا رومؒ اور امام غزالیؒ کا بیان ہے کہ حضورؐ کا اشارہ خواجہ اویس قرنیؒ کی طرف تھا۔ جس مبارک ہستی کی بشارت خود سید البشر خیر الرسلؐ دیں اس کے علو مرتبت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کی زندگی عجیب شان کی تھی۔ اونٹ کے بالوں کا ایک کمبل اور ایک پاجامہ ان کا لباس ہوتا تھا۔ اور علائقِ دنیوی سے یکسر بے نیاز تھے۔ کبھی کبھار اللہ کا کوئی نیک بندہ جسم کی عریانی ڈھانپنے کے لئے چادر اوڑھا دیتا تھا۔ ہر وقت حالتِ وارفتگی وشورگی طاری رہتی تھی۔ لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ بچے دیوانہ سمجھ کر پتھر مارتے تھے۔ آپ فرماتے چھوٹے چھوٹے پتھر مارو تاکہ میرے جسم سے خون نہ بہہ نکلے اس سے میرا وضو جاتا رہے گا۔ وارفتگی اور شورگی کے باوجود غیرت اور خودداری کی یہ کیفیت تھی کہ کسی پر اپنا بوجھ ڈالنا گوارا نہ تھا۔ اپنے قبیلہ کے اونٹ چرا کر یا کھجور کی گٹھلیاں بیچ کر معاش کا سامان پیدا کرتے تھے۔ رات کو کھانے کے بعد کوئی چیز بچتی تو اسے راہِ خدا میں صدقہ کردیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ لباس اور غذا (جو میرے پیٹ میں ہے) اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

جس مکان میں رہتے تھے وہ نہایت بوسیدہ اور خستہ حال تھا۔ عبادت وریاضت سے شغف کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات بیدار رہ کر یادِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ اکثر سارا دن بھی عبادت میں گزر جاتا۔ فرمایا کرتے تھے کاش ازل سے ابد تک ایک ہی طویل رات ہوتی اور میں ایک ہی رکوع اور ایک ہی سجدے میں رات گزار دیتا۔ روزے نہایت کثرت سے رکھتے تھے۔ بعض اوقات تین تین دن کا فاقہ آجاتا تھا۔

نام ونمود اور شہرت سے سخت اجتناب تھا۔ چونکہ دنیا سے دل برداشتہ تھے اس لئے لوگوں سے ملنے جلنے سے بہت گھبراتے تھے۔ مستور الحالی کے باوجود ان کے کمالات روحانی ایسے نہیں تھے جو لوگوں سے مخفی رہ سکیں۔ اہلِ دل ان کے مقام ومرتبہ سے آگاہ ہوکر ملاقات کے خواہاں ہوتے۔ آپ فرماتے کہ میں ایک ضعیف انسان ہوں آپ لوگ کیوں میرے پیچھے آتے ہیں۔ اگر کسی کو مجھ سے کوئی ضرورت ہو تو وہ عشاء کی نماز کے بعد مجھ سے مل لیا کرے۔ باوجود عزلت گزینی کے وہ اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہیں رہتے تھے۔ لوگوں کو برے کاموں سے روکتے اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی حق گوئی اور بے باکی نے کئی لوگوں کو ان کا دشمن بنا دیا تھا۔ لیکن وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ان لوگوں کی دشمنی مجھ کو حق گوئی سے کبھی نہیں روک سکتی۔

حضرت اویسؒ نے اکابر صحابہؓ سے سرورِ کونینﷺ کی احادیث سُنیں، لیکن ان کو محدث اور عالم مشہور ہونا پسند نہیں تھا اس لئے کسی حدیث کی روایت کرنے سے ہمیشہ محترز رہے۔

سرورِ کونینﷺ نے ''نفسِ امارہ'' کے خلاف لڑائی کو جہادِ اکبر قرار دیا ہے۔ خواجہ اویس قرنیؒ اس جہادِ اکبر میں تو ساری عمر مصروف رہے لیکن اس کے علاوہ راہِ حق میں وہ جہاد بالسیف کے ثوابِ عظیم سے بھی محروم نہیں رہے۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آذربائیجان پر جب اسلامی لشکر حملہ آور ہوا تو مجاہدین میں حضرت اویس قرنیؒ بھی شامل تھے، اسی موقع پر حضرت عمر فاروقؓ سے ان کی ملاقات ہوئی۔

حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات حضرت اویس قرنیؒ کی زندگی کا اہم واقعہ ہے۔ کتب سیر و تاریخ میں اس ملاقات کا حال مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ ہم نے صحیح مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے کہ سرورِ دو عالمﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ایک موقعہ پر حضرت اویس قرنیؒ کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی تھیں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ حضرت اویس قرنیؒ کی جستجو میں رہتے تھے۔ آپؓ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ یمن سے مجاہدین کی ایک جماعت مدینہ منورہ پہنچی کہ مرکز خلافت کی ہدایات لے کر افواجِ اسلام میں شامل ہو جائیں جو عراق عجم، ایران، شام وغیرہ میں مصروف جہاد تھیں۔ امیر المؤمنین کو یمنی مجاہدین کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اویسؒ کا پتہ پوچھنے لگے۔ لوگوں نے بتایا تو آپ سیدھے ان کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کیا تم اویس بن عامر ہو۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو دریافت کیا ''کیا تمہاری والدہ ہیں؟'' حضرت اویسؒ نے کہا۔ ''ہاں'' ____ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے جو کچھ رسولِ اکرم ﷺ سے حضرت اویسؒ کی نسبت سنا تھا بیان کیا۔ سب نشانیاں ان میں موجود تھیں پھر حضرت فاروقؓ ان سے دعائے مغفرت کے طالب ہوئے۔ حضرت اویسؒ نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ پھر امیر المؤمنین نے ان سے پوچھا کہ اس کے بعد آپ کا ارادہ کہاں قیام کرنے کا ہے۔ حضرت اویسؒ نے جواب دیا کہ کوفہ جاؤں گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کوفہ کے عامل کو آپ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کر دوں تا کہ وہ آپ کے حسبِ مرتبہ

سلوک کرے۔ حضرت اویسؒ نے جواب دیا۔ ''نہیں نہیں اے امیر المؤمنین، میں جس حال ہوں اسی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ خواص کی بجائے عوام ہی میرے ساتھی ہیں اور میں انہیں میں رہنا چاہتا ہوں۔''

دوسرے سال حج کے موقع پر کوفہ کا ایک معزز شخص مکہ معظمہ آیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس سے خواجہ اویس قرنیؒ کا حال پوچھا اس نے بتایا کہ وہ ایک بوسیدہ اور خستہ حال مکان میں رہتے ہیں اور نہایت عسرت کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اس شخص کو حضرت اویسؒ کی رفعتِ شان سے آگاہ کیا اور ان کی نسبت رسولِ اکرمؐ کے ارشادات سنائے۔ وہ کوفہ جا کر حضرت اویسؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے حق میں دعا کا خواستگار ہوا۔ حضرت اویسؒ نے فرمایا: ''تم حج بیت اللہ سے مشرّف ہو کر واپس آئے ہو اس لئے مجھے تمہاری دعا کی ضرورت ہے۔''

پھر پوچھا: ''کیا تمہاری امیر المؤمنین عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی تھی۔'' اس نے اثبات میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت اویسؒ نے اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کی۔ (باقی آئندہ)

(یہ تیرے پراسرار بندے)

کمزوروں کے ساتھ احسان کرنا برکت کا ذریعہ ہے

دلیل: امام بخاری نے مصعب بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سعدؓ نے خیال کیا کہ انہیں اپنے سے کمزور لوگوں پر فوقیت ہے، تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم." (صحيح البخاری ۱۴/۱۷۹)

ترجمہ: ''تمہاری مدد اور تمہیں رزق تو تمہارے کمزوروں ہی کی وجہ سے ملتا ہے۔''

ضروری مسائل

تیمّم کرنے کا طریقہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لیوے پھر دوسری دفعہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملے۔ چوڑی کنگن کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اسکے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاوے گی تو تیمّم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلّے اتار ڈالے کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے اور انگلیوں میں خلال کرے جب یہ دونوں چیزیں کر لیوے تو تیمّم ہوگیا۔

مسئلہ:۔ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھ جھاڑ ڈالے کہ ہاتھوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جاوے۔

مسئلہ:۔ زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمّم درست ہے جیسے مٹی، ریت، گچ پھر چونا، ہرتال، سرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم نہ ہو اس سے تیمّم درست نہیں جیسے سونا چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا، اناج وغیرہ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمّم درست ہے۔

مسئلہ:۔ جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمّم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جاوے یا گل جاوے اس پر تیمّم درست نہیں، اسی طرح راکھ پر بھی تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمّم درست ہے، اگر پانی سے خوب دُھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں اسی طرح پکّی اینٹ پر بھی۔

مسئلہ:۔ اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بد بو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہوگئی نماز اس پر درست ہے لیکن اس پر تیمّم درست نہیں جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

الھی لا تعذبنی

خداوندا میں سرتاپا خطا ہوں ☆ اسیرِ پنجۂ جرص وہوا ہوں
فقیرو خاکسارو بے نوا ہوں ☆ براہوں پر ترے در کا گدا ہوں
اِلٰھِی لَا تُعَذِّبْنِی فَاِنِّی
مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّی

الٰہی تو رحیمِ بے کساں ہے ☆ الٰہی تیری رحمت بے کراں ہے
الٰہی تو ہی خلاقِ جہاں ہے ☆ الٰہی تجھ پہ صدقے دل وجاں ہے
اِلٰھِی لَا تُعَذِّبْنِی فَاِنِّی
مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّی

اسیرِ دام ہوں جرم وخطا کا ☆ ہے کیا کہنا ترے لطف وعطا کا
الٰہی عبدک العاصی اتا کا ☆ مقر بالذنوب قد دعا کا
اِلٰھِی لَا تُعَذِّبْنِی فَاِنِّی
مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّی

الٰہی مجھ پہ رحمت کی نظر کر ☆ مرے عیبوں سے یارب درگذر کر
شبِ تاریک دل میں تو سحر کر ☆ کرم گستر ہے تو اور بندہ پرور
اِلٰھِی لَا تُعَذِّبْنِی فَاِنِّی
مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّی

سوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا ☆ مری جاں بھی ہے تیری، دل بھی تیرا
سیہ بختی نے آکے دل کو گھیرا ☆ ہے اف سایا گناہوں کا گھنیرا
اِلٰھِی لَا تُعَذِّبْنِی فَاِنِّی
مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّی

بقا تجھ کو ہے حاصل میں ہوں فانی ☆ ترے قبضے میں میری زندگانی
ندامت سے ہوں یارب پانی پانی ☆ خدایا میں ترا بندہ ہوں ثانی
اِلٰھِی لَا تُعَذِّبْنِی فَاِنِّی
مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّی

حضرت مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

میں ہو اور اسکے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص کہے کہ اگر وضو کرے گا تو مار ڈالوں گا تو اس تیمّم سے جو نماز پڑھی جب پانی ملے گا تو جو نماز پڑھی گئی ہے اس کو پھر سے دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ:۔ اسی طرح اگر پانی اور وہ چیزیں جن پر تیمّم کیا جاتا ہے نہیں ملتیں اور ریل میں اکثر ایسا اتفاق ہو جاتا ہے، تو بلا طہارت نماز پڑھ لینا جائز ہے مگر اس نماز کو بھی پھر سے پڑھنا پڑے گا۔ (بہشتی ثمر حصہ اول)

☆ایک راہب کی شہادت

حضرت ابان ابن سعید رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے نسب ہی سے تعلق رکھتے تھے، عبد مناف سے یہ جڑ جاتے ہیں، اسلام سے پہلے ملک شام کا تجارتی سفر کیا۔ ایک راہب سے ملاقات ہوی اس سے پوچھا کہ ہمارے خاندان میں ایک آدمی ہیں جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں راہب نے پوچھا کہ ان کا نام کیا ہے۔ ابان نے کہا "محمد"

راہب نے کہا میں ان کا حال بیان کرتا ہوں سنو!

یہ کہکر راہب نے حضور اکرم ﷺ کے صفات، عمر اور نسب بیان کیا۔ ابان نے کہا بالکل وہ ایسے ہی ہیں۔ تب راہب نے پیشین گوئی کی کہ اللہ کی قسم سارے عرب پر ان کا غلبہ ہوگا۔ پھر ساری زمین انہی کی ہوگی، انہیں میرا اسلام پہنچانا۔ (اسد الغابہ۔ صفحہ: ۵۹)

☆مدینہ کے اولین دو مسلمان وارِد

مدینہ سے دو آدمی مکہ مکرمہ عبد بن ربیعہ سے ملنے گئے درمیان میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق چند باتیں سنیں کہ پہلے دربار رسالت میں پہنچے۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا تو دونوں مسلمان ہوگئے پھر عبد وغیرہ کے پاس کہیں نہیں گئے اور سیدھے مدینہ واپس ہوگئے۔ یہ مدینہ میں داخل ہونے والے پہلے مسلمان تھے۔ ان حضرات کا نام تھا۔

(۱) اسعد بن زُرارۃ (۲) ذکوان بن عبد قیس

(اسد الغابہ۔ صفحہ: ۱۱۹)

گناہ کے نقصانات

چوتھا نقصان۔ گناہ کرنے سے رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۲۲) کسی جاندار کی تصویر بنانا

(۲۳) کسی کی زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا

(۲۴) ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا

(۲۵) داڑھی مونڈوانا یا ایک مشت سے کم پر کتروانا۔

(۲۶) کافروں اور فاسقوں کا لباس پہننا

(۲۷) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا

(۲۸) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا (باقی آئندہ)

۲۔ الایمان بالملٰئکۃ

فرشتوں کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہ

عقیدہ ۵ : حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی کتابیں، احکام و پیغام نبیوں اور رسولوں کے پاس لاتے تھے، حضرت مکائیل علیہ السلام بارش کا انتظام اور مخلوق کو روزی پہنچانے کے کام پر مقرر ہیں، حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ قیامت کے دن صور پھونکنے کا کام ہے، حضرت عزرائیل علیہ السلام مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں۔

عقیدہ ۶ : اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو ''جن'' کہتے ہیں، ان میں مرد اور عورت بھی ہوتے ہیں اولاد بھی ہوتی ہے، اچھے اور برے سب طرح کے ہوتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔

عقیدہ ۷ : شیطان انسان کا دشمن ہے، اس کا کام ہے بہکانا، کسی پر بھی اس کو زور زبردستی کا اختیار نہیں، وہ ہر وقت انسان کو سیدھے راستہ سے ہٹانے کی فکر اور کوشش میں لگا رہتا ہے، لیکن جس پر اللہ کا فضل ہو وہ اس کے بہکاوے سے محفوظ رہتے ہیں۔

(اسلامی عقائد)

اغراض ومقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو شہر کی دو تین مساجد میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جا بجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جز وقتی نظم بھی جاری ہے۔

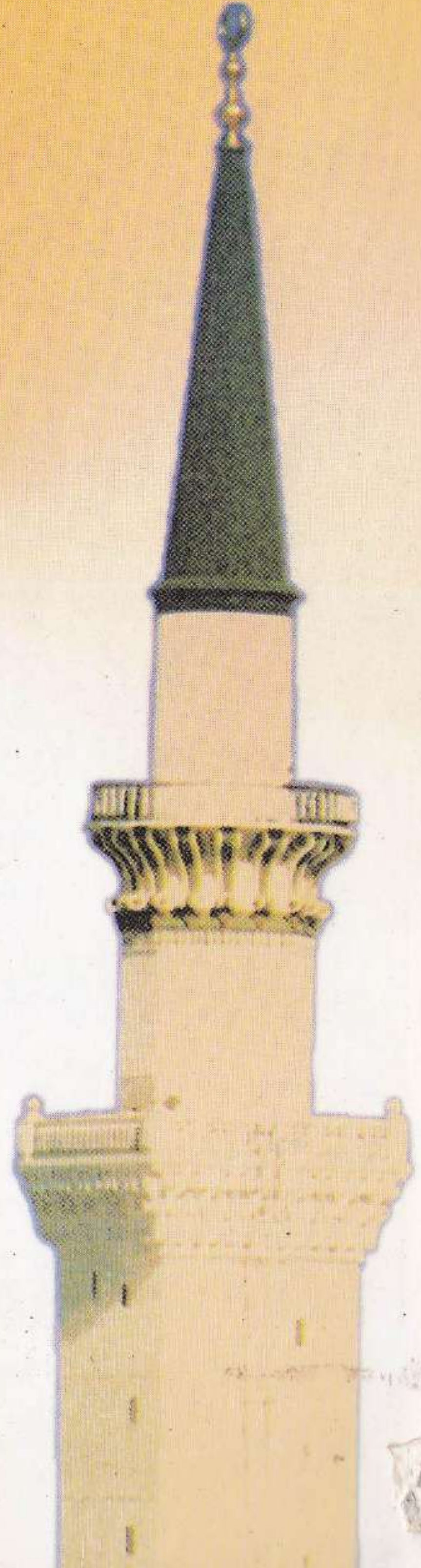
۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

43 Mulla Street, Pernambut - 635810.
E-mail: dawathulhaq@rediffmail.com Phone: 04171-231292



جواہر حکمت

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربط خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)